جناب خواجہ عبدالحمید آف قادیان حال لودھراں

مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان کی فراری

کی داستان

سابقہ مضمون ترجمان الحدیث اپریل ۱۹۷۳ء میں، مَیں نے ہندو سکھ، مسلم اور مرزائی جماعت کی مشترکہ امن کمیٹی کا ذکر کیا تھا۔ اگست ۱۹۴۷ء میں حالات دن بدن خراب ہوتے جا رہے تھے۔ تو مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان نے ہندوستانی حکومت کی حمایت میں اور پاکستان کی مخالفت میں اوٹ پٹانگ، خواب اور رؤیا کرنے شروع کر دیے تاکہ ہندوستان کی حکومت ان کو اپنا وفادار سمجھ کر ان کی حفاظت کا بندوبست کر دے اور قادیان کو کھلا شہر قرار دے دے تاکہ مرزائی جماعت قادیان کو ایک نیم قسم کی ریاست بنا کر دے۔ مگر ہندوستانی حکومت نے ان پر اعتماد پوری طرح نہ کیا۔ اس سلسلہ میں مرزائیوں کے وفد گاندھی جی، سردار پٹیل پنڈت نہرو اور مسٹر چندو لعل ترویدی، گورنر مشرقی پنجاب کے پاس پہنچے۔ ایک وفد مسٹر گوپی چند بھارگو وزیر اعظم پنجاب اور لالہ بھیم سین سچر سے ملا۔ اس وفد کا لیڈر نواب محمد الدین مرزائی سابق وزیر ریاست جودھپور تھا۔

ہندو لیڈر مرزائیوں کی برطانیہ نوازی سے پوری طرح واقف تھے مگر ساتھ ہی مرزائیوں کی منافقانہ روش کو پنڈت کنج لعل۔ شرما نند برہم چاری۔

رتن قادیان

المعروف رتن قادیان نے جو ہفت وار اخبار مشککشا کا ایڈیٹر رہ چکا تھا، نے فاش کر دیا اور مرزائیوں کی دال نہ گل سکی۔ ہندو لیڈروں نے صرف زبانی زبانی ہمدردی کی مگر عملاً کوئی حفاظت کا انتظام نہ کیا۔

امن کمیٹی کی ناکامی اور دفاعی کمیٹی کا قیام

اس دوران میں امن کمیٹی عملاً ناکام ہوگئی اور تقریباً تقریباً امن قائم نہ کر سکی اور قادیاں کی حفاظت اور بچاؤ ضروری تھا۔

مرزائیوں کے پاس جماعتی طور پر دو ہوائی جہاز تھے اور فوجی ٹرک اور جیپ گاڑیاں بھی تھیں اور کچھ مفید اسلحہ بھی تھا۔ مگر قدرتی اصول کے تحت منافق بزدل ہوتا ہے مجھے مرزا ناصر احمد صاحب حال خلیفہ ثالث جماعت مرزائیہ ربوہ ضلع جھنگ جہاں دنوں حکومت مغربی پنجاب سے آنے والی کنوائے فوجی گاڑیوں کے ناظم تھے، نے مجھے اپنے خاص معتمد کی معرفت بلوایا۔ ان کا انتظام ۔ ٹی ۔ آئی ہائی سکول کی گراؤنڈ میں تھا اور وہ خود سکول کے اوپر بلڈنگ میں رہائش پذیر تھے۔ اور نیچے پہرہ دار مقرر کر رکھے تھے ۔ جن کے پاس اسلحہ ہوتا تھا۔ جن میں سے اکثر ریٹائرڈ فوجی مرزائی تھے ۔ میں جب سکول کی اوپر کی منزل میں جانے لگا تو مجھے نچلے پہرہ داروں نے روک دیا۔ مرزا ناصر احمد کو اطلاع کروائی گئی، انہوں نے اپنا آدمی بھیجا۔ میں اس کے ساتھ اوپر گیا ۔ مجھے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دیا اور دوسرے پہرہ داروں کو پرے ہونے کا حکم دیا۔ وہ پرے چلے گئے تو مجھے تنہائی میں کہا کہ :

"امن کمیٹی ٹوٹ چکی ہے اور میرے جاسوسوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ چند دنوں تک قادیاں پر حملہ ہونے والا ہے ۔ ہندوؤں سکھوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے ۔ علاقہ کے تقریباً ایک لاکھ مسلمان یہاں جمع ہیں جو تمہارے عقیدہ کے ہیں۔ اب عقیدہ کا کوئی سوال نہیں ہے۔ ہم اور تم سب مارے جائیں گے ۔ اب قادیان کے بچاؤ کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے اور پہرہ کا پورا پورا انتظام کرنا چاہیے ۔ اب ہم اور تم مل کر دفاعی کمیٹی قائم کرنا چاہتے ہیں"

میں نے ان کی اس تجویز سے مکمل اتفاق کیا۔ ساتھ ہی مجھے کہا کہ :

"یہ راز فاش نہ ہو اور ہندوؤں اور سکھوں کو اس کمیٹی کا بالکل علم نہیں ہونا چاہیئے"

میں نے ان کو یقین دلایا کہ بالکل ایسا ہی ہوگا۔ چنانچہ ایک دفاعی کمیٹی قائم کی گئی جس میں

تین ممبر مرزائی اور تین ممبر اہل سنت والجماعت کے مقرر کیے گئے۔

مرزائیوں کے تین ممبر

۱۔ مرزا ناصر احمد پسر میاں محمود احمد خلیفہ قادیان۔ حال خلیفہ ثالث

۲۔ میاں عزیز احمد مختار چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں (غالباً چودھری صاحب کا بھانجا تھا)

۳۔ مولوی اللہ دتہ مبلغ جماعت احمدیہ (مرزائیہ)

اہل سنت والجماعت کے تین ممبر

۱۔ خواجہ عبدالحمید جنرل سکرٹری امن کمیٹی

۲۔ شیخ علی محمد ۳۔ غازی عبدالحق

اس کمیٹی کا نام مسلم تعاونی بورڈ قادیان رکھا گیا اور اس بورڈ کا مرکزی دفتر احمدیہ بازار مسجد مبارک جہاں خلیفہ قادیان کے محل تھے اور جہاں رات دن پہرہ پہلے ہی رہتا تھا۔ اسی چوک مسجد مبارک میں ایک کمرہ مرزا مہتاب بیگ درزی کی دکان کے اوپر چوبارہ میں قائم کیا گیا۔ کیونکہ یہ جگہ احمدیہ سکول اور بورڈنگ کے قریب تھی اور چاروں طرف سے محفوظ تھی۔ کوئی ہندو یا سکھ اس طرف آ جا نہیں سکتا تھا کیونکہ اس کے محلے الگ تھے۔ دفتر میں فیصلہ ہوا کہ ہر ناکے پر آٹھ آٹھ پہرہ دار ہوں اور رات اور دن کو پہرہ انسپکٹر خفیہ طور پر گشت کرتے رہیں اور کوڈ ورڈ یعنی مخصوص الفاظ ہر پہرہ دار کو سمجھا دیے گئے جو رات کو پہرہ کرتے تھے۔ مجھے پہرہ انسپکٹر بنایا گیا میرے حصہ میں ہندوؤں سکھوں اور مسلمانوں کے محلہ جات آئے اور مرزائیوں کے محلہ جات دارالفضل، دارالرحمت، دارالانوار وغیرہ ایک مرزائی نوجوان شریف باجوہ یا رفیق باجوہ، مجھے اب پوری طرح نام یاد نہیں رہا، کے حصہ میں آئے۔ وہ انسپکٹر پہرہ بنایا گیا۔ بعدہ خاکروبوں کا محلہ بھی دے دیا گیا۔ میری ڈیوٹی رات کے گیارہ بجے سے تین بجے تک تھی خصوصی الفاظ کوڈ ورڈ ہر رات نئے بنائے جاتے اور پہرہ داروں کو سخت تاکید تھی کہ خصوصی الفاظ کے بغیر کسی کو گزرنے نہ دیں۔ مبادا ممکن ہے کہ غفلت میں کوئی نقصان ہو جائے۔

کنوائے کی آمد

حکومت پاکستان کے صوبہ مغربی پنجاب کا ایک کنوائے ۲۲ اگست ۱۹۴۷ء کو ایک

فوجی کنوائے آیا جس میں ۲۳ فوجی ٹرک تھے اور وہ قادیان و علاقہ کے لوگوں کا انخلاء کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا اور لوگوں کو پاکستان پہنچانا تھا۔

اس کنوائے کو فتح محمد سیال ایم اے ناظم اعلیٰ جماعت کی کوٹھی کے قریب کھڑا کیا گیا رات کے اجلاس میں۔ میں نے اس کنوائے کی نسبت دریافت کیا اس کا کیا مقصد ہے کہ اس کو بجائے ریتی چھلہ یا ٹی۔ آئی سکول کے فتح محمد ناظم اعلیٰ جماعت کی کوٹھی کے قریب کیوں ٹھہرایا گیا ہے تو مجھے بتایا گیا ہے کہ:-

"ہم قادیان کی ڈٹ کر حفاظت کریں گے مگر یہ کنوائے بیمار عورتوں، حاملہ عورتوں اور چھوٹے شیر خوار بچوں والی عورتوں کے لیے ہے۔ کیونکہ ان کے دل کمزور ہیں اور حملہ کی شکل میں یہ عورتیں سخت کرب و بلا میں مبتلا ہو جائیں گی۔ لہذا ان کا لاہور بھیجنا ضروری ہے۔

صبح میں اور حکیم محمد حسین کوٹ کہرہ جو ضلع امرتسر و جالندھر کے مہاجروں یا پناہ گزینوں کا نمائندہ تھا (اب حکیم صاحب لائل پور میں فوت ہو چکے ہیں) فتح محمد سیال ناظم اعلیٰ جماعت احمدیہ قادیاں (مرزائیہ) کے پاس گئے۔ چوہدری فتح محمد سیال کے باڈی گارڈوں نے اطلاع دی کہ دو انسپکٹر بہرہ آئے ہیں، شاید کوئی اہم خبر ہو۔ ہمیں ملنے کی اجازت ملی چنانچہ ہم نے فوجی کنوائے کی آمد کی وضاحت چاہی تو ہم کو انہوں نے بتایا کہ مسٹر جرچل برطانوی حکومت کے بہت بڑے محسن ہیں۔ انہوں نے حالیہ جنگ ۱۹۳۹-۴۵ء جیتی ہے۔ وہ باختیار فیلڈ مارشل لاکمانڈران چیف ہیں۔ وہ سر ظفر اللہ خان کے خاص دوست اور ہم بالو میں ہیں۔ وہ مسٹر نہرو کو مجبور کر رہے ہیں کہ قادیان چھ میل سرکل میں ہندوستانی و پاکستانی فوج متعین کر دی جائے تاکہ قادیان پر حملہ نہ ہو اور قادیان سے لوگوں کو یہاں سے نکالا نہ جائے۔ ان کے جان و مال کی حفاظت کی جاوے اور پھر یہ کھلا شہر قرار دے دیا جائے گا۔ آپ لوگوں کے حوصلے بلند کریں۔ کوئی قادیاں چھوڑ کر نہیں جائے گا۔ اس کی ایک ایک انچ کی خاطر جان دے دے گا، مر جائے گا، مٹ جائے گا مگر قادیاں خالی کر کے نہیں جائے گا اور پیٹھ نہیں دکھائے گا۔

؎ فریب نفس ہم کو بار بار آگاہ کرتا ہے!
مگر اپنا یہ عالم ہے کہ دھوکے کھاتے جاتے ہیں

حکیم محمد حسین صاحب ارشد نے دریافت کیا کہ یہ ٹرک کس غرض کے لیے ہیں تو جواب دیا گیا کہ احمدی فوجی ملازمین نے اپنے بیمارکنوں کو برائے علاج وغیرہ و عارضی پناہ کے لیے بلوانے کے لیے بھیجے ہیں۔ یہ حکومت مغربی پنجاب کے نہیں بلکہ پرائیویٹ ہیں۔ حکیم صاحب سلجھے ہوئے عوامی ذہن کے فرد تھے، مطمئن نہ ہوئے۔ میں نے تو جرح نہ کرنا ہی مناسب سمجھی۔ وہاں سے نکلے تو سیدھے محمد لطیف پائلٹ جہاز اور محمد احمد پسر میر محمد اسحاق جو پائلٹ تھا۔ اس سے ملے کہ ہوائی جہاز کیسے آئے ہیں تو انہوں نے بتایا کہ ہم جماعت کا دفتری ریکارڈ لے جائیں گے تاکہ لاہور میں محفوظ کیا جاوے اور واپسی پہ ہم لاہور سے جہاز میں بم لے آویں گے اور علاقہ جو سکھوں سے پُر ہے۔ بم برسا برسا کر تباہ کر دیں گے۔ چنانچہ حکیم صاحب نے مجھے اشارۃً کہا کہ خواجہ صاحب یہ کنوانے کے گرد تو تمام سبز سبز پگڑیوں والے ہیں اور یہ مبلغ ہیں۔ یا ناظر ہیں اور جمعدار ہی قسم کے لوگ ہیں۔ عورت وغیرہ تو کوئی نظر نہیں آتی۔ یہ ہم سے دھوکا تو نہیں کیا جا رہا۔ اگر آپ کو اعتماد ہے تو مجھے کسی نہ کسی طرح بال بچوں کو لاہور بھجوا دیا جاوے آپ رہیں۔ آپ کی مرضی۔ میں نے جواب دیا کہ حکیم صاحب خدا پر بھروسہ رکھیں۔ اگر ہماری موت یہاں ہے تو کوئی بچا نہیں سکتا۔ صبح کنوائے تمام موٹے موٹے مرزائیوں کو لے کر چلا گیا اور چار دن کے بعد واپس۔ دوسرا کنوائے آنے کا مژدہ سنایا گیا

دوسرا کنوائے آیا تو اس کو چوہدری ظفر اللہ خاں کی کوٹھی کے اندر ٹھہرایا گیا اور تمام اعلیٰ قسم کے مرزائیوں کو سوار کر کے لاہور لے گیا۔

؎ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

دھوکا نمبر ۲

چوہدری ظفر اللہ خاں کی کوٹھی کے اندر ہم کو جانے کی اجازت نہ تھی، نہ ملی۔ دوسرے دن مجھے دفتر تعلیمی بورڈ میں طلب کیا گیا۔ میں وہاں پہنچا تو مولوی جلال الدین شمس مبلغ جماعت

نے مجھے کہا کہ آپ کی کوششوں اور خلوص کے ہم مداح ہیں۔ کل قادیان اور گرد کے حالات دیکھنے کے لیے۔ خان لیاقت علی خاں وزیر اعظم پاکستان اور پنڈت نہرو وزیر اعظم ہندوستان ہوائی جہاز پر آ رہے ہیں۔ کیونکہ ہمارے نمائندے ان سے ملے ہیں اور کل آنے کا پختہ وعدہ ہے۔ ہم کو سارے شہر میں ہڑتال کر دینی چاہیئے تاکہ جس وقت وہ دوپہر کو قادیان میں پہنچیں، ہم کو کہہ سکیں کہ لوگ خوف زدہ ہیں۔ اپنے مکانوں سے باہر نہیں نکلتے اور جواہر لعل مسلم لیڈری کو منظور کر رہے ہیں مجھے جلال الدین شمس کی ظاہری مصنوعی، رونی صورت پر یقین آ گیا۔ میں نے شیخ علی محمد اور غازی عبدالحق سے مشورہ کیا تو وہ بھی اس بات کو یقین کر گئے کہ وہ بااثر لوگ ہیں شاید لیاقت علی خاں (مرحوم) اور جواہر لعل نہرو سے ہی آئیں۔ چنانچہ ہم نے اس بات کی کچھ تسلی کرنی چاہی تو مولوی جلال الدین شمس نے کہا کہ اگر آپ کو کوئی شک و شبہ ہو تو ہم تحریراً آپ کو تسلی دلاتے ہیں۔ چنانچہ ایک مختصر سی تحریر لکھ کر ہمارے حوالہ کی جس کا مضمون حسب ذیل تھا۔ ہمارے بھی دستخط لے لیے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

معاہدہ باحلف

اس وقت دفاع قادیان کے لیے جماعت احمدیہ اور اہل سنت والجماعت کے نمائندے خواجہ عبدالحمید صاحب اور شیخ عبدالحق صاحب و شیخ علی محمد صاحب حلفاً اقرار کرتے ہیں کہ وہ اس بات کے پابند ہیں کہ جماعت احمدیہ کے نظام دفاع قادیان سے پورا پورا تعاون کریں گے۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے ابوالعطا۔ جالندھری اور چوہدری عزیز احمد صاحب بلیسٹ النظفر نمائندہ ہوں گے۔ وہ حلفاً اقرار کرتے ہیں کہ اس موقعہ پر دفاع قادیان کے بارے میں اہل سنت والجماعت کے افراد کے حقوق کا پورا پورا لحاظ رکھا جائے گا اور ان سے تعاون ہوگا۔

العبد	العبد	العبد	العبد
ابوالعطا جالندھری	عزیز احمد 26-8-47	عبدالحق	خواجہ عبدالحمید
دستخط بحروف اردو	دستخط بحروف اردو	26-8-47	25-8-47

ہم یہ تحریر دے کر چلے گئے اور اگلے دن گلیوں کی ناکہ بندی کر دی اور بازار بند رہا، ہڑتال مکمل کروائی گئی ایک آدھ فرد بھی نہیں باہر نکلنے نہ پایا۔ میں بڑے بازار کے ناکے پر نگرانی کر رہا تھا کہ اتنے میں گیانی ہزارہ سنگھ سب انسپکٹر پولیس قادیان میرے پاس آیا اور مجھے پوچھا کہ خواجہ صاحب! یہ کیا بات ہے؟ کہ بڑے بازار کی بعض دکانیں بند ہیں اور محلہ جات میں کوئی فرد نظر نہیں آتا۔ میں نے مصلحتاً بات کو ٹالنا چاہا کہ مجھے تو پوری طرح علم بھی نہیں ہے میں احمدیہ بازار سے پتہ کرتا ہوں کہ کیا بات ہے۔ اس نے کہا جلد پتہ دینا۔ میں اسی بازار میں آپ کا انتظار کروں گا۔ میں وہاں سے احمدیہ بازار میں گیا اور اوپر بالا خانے دفتر مرکزی میں پہنچا۔ وہاں مولوی جلال الدین شمس مبلغ جماعت موجود تھا۔ میں کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ پہرہ دار نے باہر سے دروازہ بند کر کے کنڈہ لگا دیا۔ میرا تھا ٹھنکا یہ کیا تو مولوی جلال الدین شمس نے کہا کہ گھبراؤ نہیں کچھ بھی فکر کی بات نہیں ہے۔ اتنے میں نیچے سے تین چار موٹروں کے گزرنے کی آواز آئی۔ میں نے مولوی جلال الدین شمس سے پوچھا کہ یہ موٹروں کی آواز کیسی ہے۔ اس نے کہا کہ خان لیاقت علی خاں اور پنڈت جواہر لعل نہرو آ گئے ہیں اور وہ بازار کا موٹروں پر دورہ کر رہے ہیں۔ ان کی موٹروں کی آواز ہے۔ چند منٹ کے بعد دروازہ کھلا تو پہرہ دار نے کہا کہ مولوی صاحب موٹریں بازار سے گزر گئی ہیں۔ میں نے مولوی جلال الدین شمس سے اجازت چاہی کہ میں نے فوری طور پر واپس جانا ہے۔ چنانچہ میں فوراً نیچے اتر آیا اور سیدھا بڑے بازار کا رخ کیا۔ گیانی ہزارہ سنگھ سب انسپکٹر میرا انتظار کر رہا تھا۔

میں بڑے بازار کی طرف مسجد شیخاں (جو کشمیری محلہ میں تھی) کے راستہ کی طرف گیا، جب مسجد کے قریب پہنچا تو وہاں مسجد کے حجرہ کے اوپر میاں رحمت اللہ جو اس مسجد کے امام میاں محمد عبد اللہ کا چھوٹا بھائی تھا۔ مجھے نظر آیا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ خواجہ صاحب کچھ دیکھا ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے مجھے بتایا کہ چار موٹریں تھیں جن کے اندر کالے پردے تھے۔ ایک ملٹری جیپ تھی۔ اس کے پیچھے میاں محمود احمد خلیفہ قادیان اور ان کے باڈی گارڈ تھے۔ وہ گئے ہیں۔ میں نے کہا کہ تمہیں مغالطہ ہوا ہے وہ تو خان لیاقت علی خاں اور پنڈت جواہر لعل نہرو کی کاریں تھیں۔ جو دورہ پر آئے تھے۔ میاں رحمت اللہ صاحب

نے کہا۔ خواجہ صاحب تمہاری سادگی کی انتہا ہے۔ تمہیں دھوکا دیا گیا ہے۔ وہ تو میاں محمود احمد تھے۔ وہ تو حفاظت میں چلے گئے۔ وہ لاہور گئے۔ اب تو ہمارا قادیان میں رہنا بیکار ہے۔ جس کی خاطر مرزائی قادیان کی حفاظت کرتے تھے وہ تو گیا، اب ہم پھنس گئے اور مرزائی جماعت کے تمام ذمہ دار کنوئے پر جاتے ہیں اور غریب طبقہ مرزائیوں کا رہ گیا ہے۔ وہ بھی ہماری طرح پٹ جائے گا۔ تب مجھے احساس ہوا کہ یہ سارا مصنوعی کھیل تھا۔

میں چوک میں پہونچا تو گیانی ہزارہ سنگھ سب انسپکٹر نے مجھے دیکھتے ہی کہا کہ بہت دیر لگائی، میں انتظار کرتے کرتے تھک گیا۔ میں نے کہا کہ گیانی صاحب! میری سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ معلوم ہوا ہے کہ خان لیاقت علی خاں اور پنڈت جواہر لعل نہرو دورہ پر آئے تھے۔ وہ بازار کا دورہ کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ ابھی جیپ کار کے ہمراہ چلے گئے ہیں۔ گیانی ہزارہ سنگھ سب انسپکٹر نے کہا کہ آپ بڑے نادان ہیں۔ اگر خاں لیاقت علی خاں اور پنڈت جواہر لعل نہرو قادیاں آتے تو سب سے پہلے تھانہ میں میرے پاس اطلاع آتی۔ ہماری پولیس کے حفاظتی گارڈ ان کے ہمراہ ہوتے۔ یہ کیا کہانی سنا رہے ہو۔ یہ کاریں تو میاں صاحب! خلیفہ صاحب کی تھیں اور وہ تو نواب محمد علی کی کوٹھی میں گئے ہیں۔ وہاں سے ریلوے لائن کی سڑک کے ساتھ ہو کر نہر کے پل پر گئے اور وہاں سے سیدھے لاہور جائیں گے اور وہ قادیان چھوڑ گئے ہیں۔ تم اپنی فکر کرو کہ تم کیسے جاؤ گے اور کب جاؤ گے یا یہیں رہو گے؟ گیانی ہزارہ سنگھ سب انسپکٹر کی تصدیق کے بعد مجھے:

ع۔ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن

میں نے گیانی ہزارہ سنگھ کو کہا کہ اچھا جو دھوکا دیا گیا، سو دیا گیا۔ اللہ حافظ ہے۔ اگر موت یہاں لکھی ہے تو کوئی بچا نہیں سکتا اور اگر اللہ نے زندگی دینی ہے تو کسی نہ کسی دن ہم بھی پاکستان چلے جائیں گے۔ اس نے کہا خواجہ صاحب! ہندوؤں سکھوں کے شرنارتھی اب قادیان روز بروز آتے جاتے ہیں اور اس صورت میں تم بھی جلد جانے کی تدبیر کرو۔ میں کل یہاں سے کچھ قافلہ پیدل سڑک پر بھجوا دوں گا۔ راستہ خطرناک ہے اور میرے بس کی بات نہیں۔ اب تم بازاروں گلیوں میں کم پھرنا، احتیاط کرنا۔ کوئی ناخوشگوار واقعہ نہ ہو جائے جس طرح ہو سکے جلد از جلد پاکستان چلے جاؤ۔

(باقی آئندہ)